مولانا
مجد القدوس صاحب
سہارنپور

بہت بڑا سایۂ عاطفت تھا جو اٹھ گیا

آج مورخہ ۲۴ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ مطابق ۳ اکتوبر ۱۹۹۱ء روز پنجشنبہ کو تقریباً ۹ بجے صبح مدرسہ قدیم مظاہر علوم وقف سہارنپور میں محترمی و محبی مولوی عبدالدیان صاحب کا جامعہ اشرفیہ لاہور سے فون آیا کہ حضرت مولانا سید فقیر محمد صاحب پشاوری کا گذشتہ رات وصال ہو گیا۔ ظہر کے بعد نماز جنازہ اور تدفین ہو گی۔ حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی مدظلہ العالی اور مفتی وکیل احمد صاحب شیروانی کو جو اس وقت یہیں مقیم تھے۔ نیز مولانا نجم الحسن تھانوی مہتمم خانقاہ تھانہ بھون کو اطلاع کرا دیجے۔

یہ سُن کر کچھ دیر کے لئے سناٹا سا چھا گیا پھر حسرت و افسوس کے ساتھ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ بعد دُعا اللھم اغفرلہ وارحمہ وارفع درجاتہ۔ اسی وقت حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب ناظم مظاہر علوم سہارنپور کو اطلاع کی گئی۔ چنانچہ حضرت ناظم صاحب نے فوراً ہی مدرسہ میں ایصال ثواب کرایا۔ دوپہر ۲ ½ بجے حضرت مولانا محمد مسیح اللہ خان صاحب مدظلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اطلاع کی حضرت مولانا نے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ مولانا فقیر محمد صاحب کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان اور متعلقین و متوسلین کو صبر جمیل عطا فرمائے پھر تقریباً ۱۵-۲۰ منٹ تک حضرت مولانا فقیر محمد صاحب اور حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رح کے بعض خلفاء خواجہ عزیز الحسن صاحب غوری مجذوب۔ مولانا شاہ وصی اللہ صاحب اور حضرت مولانا عیسیٰ صاحب الہ آبادی کا ذکر خیر فرماتے رہے۔ نیز فرمایا کہ مولانا فقیر محمد صاحب روتے بہت تھے اور ان کے برعکس مولانا حبیب اللہ صاحب (جو سکھر پاکستان ہجرت فرما کر مقیم ہو گئے تھے) ہنستے بہت تھے۔

ہمارے حضرت والا کے یہاں ہر طرح کے مختلف الاحوال لوگ بہت تھے کسی کا کچھ حال تھا کسی کا کچھ رنگ تھا۔ حضرت والا سب کی تربیت فرماتے تھے۔

ایک روز حضرت مسیح الامت مولانا جلال آبادی دامت برکاتہم نے ایک عجیب و غریب نکتہ ارشاد فرمایا یا موقع کی مناسبت سے یہاں اس کو نقل کیا جاتا ہے۔

ارشاد فرمایا کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ بعض بزرگوں کا وصال جمعہ کے علاوہ کسی اور دن میں ہوا۔ اور

عوام کا انتقال جمعہ کو ہوا۔ حالانکہ حدیث شریف میں جمعہ کی فضیلت آئی ہے کہ جس کا انتقال جمعہ کو ہوتا ہے وہ قبر میں سوال و جواب سے محفوظ رہتا ہے تو بزرگوں کو یہ فضیلت کیوں نہیں عطا ہوتی اس کی کیا وجہ ہے؟ تو محض اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کے فضل نیز حضرت والا کی توجہ و برکت سے اس کی توجیہ یہ سمجھ میں آئی کہ قبر میں جو تین سوال ہوں گے ان میں سے ایک سوال یہ بھی ہو گا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہ متبرک دکھلا کر دریافت کیا جائے گا کہ ماذا تقول فی ھذا الرجل؟ ان حضرت کے بارے میں کیا کہتے ہو تو اگر جمعہ کو ان (بعض) بزرگوں کا وصال ہوتا تو وہ محبوبِ خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت و دیدار سے مشرف نہ ہوتے کیونکہ جمعہ کو تو حساب و کتاب قبر میں ہوتا نہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ اس شرف زیارت سے مشرف فرمانا چاہتے ہیں لہٰذا اس کی یہ صورت ہوتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب (یہ روایت بالمعنی ہے باللفظ نہیں محض اپنے حافظہ کی مدد سے لکھا گیا ہے والعلم عند اللہ تعالیٰ)

حضرت مولانا سے رخصت ہو کر مفتی وکیل احمد صاحب شیروانی کو اطلاع کی جو آج کل ہندوستان تشریف لائے ہوئے ہیں اور جلال آباد مقیم ہیں۔ مفتی صاحب بہت ہی متاسف ہوئے اور کافی دیر تک حضرت مولانا پشاوریؒ کا ذکر خیر فرماتے رہے۔

مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان کے حضرت مولانا مرحوم سرپرست تھے جس کا سالانہ اجتماع اسی ماہ کی ۱۸/۱۹/۲۰ تاریخ کو ہو رہا ہے۔

حضرت مولانا فقیر محمد صاحب اس وقت پاکستان میں حضرت حکیم الامتؒ کی واحد یادگار رہ گئے تھے ؎

تا سحر وہ بھی نہ چھوڑی تو نے اے بادِ صبا
یادگارِ شمع تھی محفل میں پروانے کی خاک

اگرچہ بحمد اللہ تعالیٰ وبفضلہ یہاں ہندوستان میں حضرت حکیم الامت کے مجازین بیعت وصحبت چار ہیں اور ایک برما میں حضرت مولانا محمود داؤد یوسف (مجاز صحبت) ماشاء اللہ زندہ و سلامت اور فیض رسانیٔ خلق میں مشغول ہیں۔ اللہ تعالیٰ تادیر بایں فیوض و برکات قائم دائم رکھے اور خلقِ خدا کو استفاضہ کی پوری پوری توفیق بخشے آمین ثم آمین۔ ع این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

ظہر کے وقت مدرسہ امداد العلوم خانقاہ اشرفیہ تھانہ بھون حاضری ہوئی اور یہاں ناظم خانقاہ و مدرسہ مولانا سید نجم الحسن تھانوی سے جیسے ہی ملاقات ہوئی انہوں نے بے وقت آمد سے خطرہ کو بھانپ لیا اور فوراً خیریت دریافت کی۔ حادثہ کا ذکر سن کر وہ بہت رنجیدہ ہوئے، فوراً

ہی ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کا اہتمام کیا اور اسی روز کی ڈاک سے حضرت مولانا ابرار الحق صاحب مدظلہ، کی خدمت میں ہردوئی اطلاع کی۔ تیسرے سال مجلس صیانۃ المسلمین کے سالانہ اجتماع سے فراغت کے بعد مولانا نجم الحسن صاحب تھانوی حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بستوی، مولوی عبد العظیم جلال آبادی ——— مفتی وکیل احمد صاحب شیروانی اور یہ احقر حضرت مولانا پشاوری رح کی خدمت میں حضرت کے دولت کدہ پر لنڈی ارباب پشاور حاضر ہوئے تھے، ان کی زیارت و ملاقات کے علاوہ ان کی خانقاہ و مدرسہ کو بھی دیکھنے کا شرف حاصل ہوا تھا حضرت موصوف ہم میں سے ہر ایک سے اس کی نسبت و تعاون کے لحاظ سے بہت ہی بشاشت اور محبت و تعلق سے پیش آئے تھے جس کی یاد اب تک تازہ ہے اور دل و دماغ اس کی لذت محسوس کرتے ہیں، عصر کی نماز حضرت مولانا کی معیت میں ادا کی گئی تھی اس کے بعد حضرت کی مجلس ذکر میں شرکت کی سعادت بھی میسر ہوئی تھی۔

پھر حضرت حکیم الامت کے ملفوظات میں سے کچھ حصہ حضرت کے خدام میں سے ایک صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ ان کے ملفوظات سنتے ہی حضرت پر عجیب والہانہ انداز اور جذب و حال طاری ہوا اور باآواز بلند بڑے پُرتاثیر لہجہ میں بے ساختہ فرمانے لگے کہ "اصل علوم یہی ہیں واقعی معارف یہی ہیں، ہمارے حضرت کے یہاں سب علوم و معارف ہی ہوتے ہیں"! اس کے بعد چائے وغیرہ سے ہم سب کی ضیافت فرمائی اور دعا کی درخواست پر دعاؤں سے نہال فرمادیا۔ پھر دوسرے روز بھی مجلس میں حاضری کی توفیق ملی۔ حضرت پر ہمہ وقت گریہ و زاری کا حال طاری رہتا تھا جو غالباً حضرت حکیم الامتؒ کی خدمت میں حاضری کی ابتدا ہی سے طاری ہو گیا تھا جس کی ایک جھلک حضرت وصل بلگرامی کی "الفصل للوصل"، سے نقل کی جاتی ہے۔ جس کا اندازہ حضرت وصل بلگرامی کی ایک تحریر سے ہوتا ہے جو انہوں نے حضرت مولانا فقیر محمد صاحب کے اصلاحی مکاتیب نقل فرمانے کے بعد لکھی ہے:۔

"یہ چند تحریریں میں نے ایک ایسے طالب کی درج کر دیں جو سرحد آزاد کا رہنے والا ہے علم دین کی تکمیل کر چکا ہے۔ غریب ہے بے بضاعت ہے۔ نوجوان اور غیر شادی شدہ ہے سوائے خدائے کریم و کارساز کے سہارے کے اور کوئی ظاہری سہارا نہیں رکھتا لیکن اس کے سینہ میں محبت خداوندی کی آگ سلگتی ہے۔ رگ رگ میں بجلیاں دوڑتی ہیں وہ بے تاب و بے قرار ہوتا ہے اتنی دور سے تھانہ بھون حاضر ہوتا ہے۔ شروع شروع میں مخاطبت و مکاتبت کی اجازت نہیں ملتی

صرف مجلس میں بیٹھنے، حضرت والا کے ملفوظات اور فیوض و برکات سے اپنی طلب کے موافق فائدہ حاصل کرنے کی اجازت ملتی ہے۔ اس تعلیم کو آٹھ سال گذرتے ہیں۔ ہر سال رمضان میں یا سال میں ایک بار تھانہ بھون کی حاضری ہوتی ہے اتنا سہارا پاکر طلب صادق اپنا رنگ دکھاتی ہے اور وہ آگ جو طالب کے سینے میں سلگ رہی تھی بھڑک اٹھتی ہے۔ وہ بیتاب ہوکر چیخنے، رونے اور چلّانے لگتا ہے۔ رفتہ رفتہ نظر مسیحائی اٹھتی ہے اور جو کام ایک مدت دراز میں ہوتا ایک نظر میں ہو جاتا ہے۔ پنجشنبہ ۸ر شعبان المعظم ۱۳۵۶ھ کو شرفِ بیعت سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اس کو دوشنبہ ۲۸ر ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ سے مستقل طور پر قیام کرنے کی اجازت مل جاتی ہے۔ مکاتبت کا بھی حکم ہوتا ہے۔ وہ اپنی مشکلات پیش کرتا ہے اپنی دشواریاں ظاہر کرتا ہے اور اپنی کل کیفیت سامنے رکھ دیتا ہے، اُس کی دستگیری کی جاتی ہے، اس کی رہنمائی ہوتی ہے اس کو گمراہی سے بچایا جاتا ہے اور اس منزل سے جہاں بڑے بڑوں کے قدم ڈگمگا گئے ہیں صرف آٹھ مہینے میں پار کر دیا جاتا ہے، اب وہ سوزش رفتہ رفتہ کم ہو جاتی ہے۔ اس کے سینے سے اب انوار الٰہی کے جلوے نظر آتے ہیں وہ ہر طرف خدا کی رحمت کے ہجوم دیکھتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بے مانگی دولت پا جاتا ہے، وہ تھانہ بھون سے حضرت والا کے زمانہ قیام لکھنؤ میں جس کا ذکر آگے آئے گا اس کے معروضات کے جوابات کے ساتھ ساتھ اس کو خلعت خاص سے یوں نوازا جاتا ہے۔ اور وہ آج یک شنبہ ۲۸ر رمضان المبارک ۱۳۵۷ھ مطابق ۲ر نومبر ۱۹۳۸ء کو ہزاروں برکتوں اور بے شمار دعاؤں کو لئے ہوئے اپنے مکان کو روانہ ہو جاتا ہے۔ اس مبارک جواب کی نقل درج ذیل ہے۔ ملاحظہ ہو۔

اطلاع ضروری: خود بخود قلب میں وارد ہوا کہ میں تم کو تلقین و بیعت دونوں کی اجازت دیدوں۔ چنانچہ توکلاً علی اللہ تعالیٰ اجازت دیتا ہوں۔ اگر کوئی طالب حق دریافت کرے انکار نہ کریں اور اپنے خاص دوستوں کو اس کی اطلاع کر دیں اور مجھ کو اپنا پتہ جس سے ڈاک پہنچ سکے لکھ بھیجیں۔ میں اپنی یادداشت میں اس کو درج کروں گا۔

فقط اشرف علی (الفصل للوصل صے ۶۷ مطبوعہ تھانہ بھون)

اسی پر اکتفاء نہیں فرمایا بلکہ جناب مولوی شبیر علی صاحب کے ذریعہ دوسری اطلاع ارسال فرمائی اور تحریر فرمایا کہ " یہ پرچہ مولوی فقیر محمد صاحب سرحدی کو دیدیا جائے اگر موجود ہوں، ورنہ تلف کر دیا جائے۔

(باقی صفحہ ۴۳ پر)

ز : اشرف علی ...... مشفقم مولوی فقیر محمد سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ، بے ساختہ میرے قلب میں وارد ہوتا ہے کہ تم کو بیعت اور تلقین کی اجازت توکلاعلی اللہ تعالیٰ دے دوں۔ اور دعاء کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم سے نفع پہنچاوے ، سواگر تم سے کوئی طالب بیعت اور تلقین کی درخواست کرے تو تم انکار نہ کرنا انشاء اللہ جانبین میں برکت ہوگی ، اور اپنے خاص خیر خواہوں کو اس اجازت کی اطلاع کر دینا ، اور اپنا پتہ جس سے ڈاک کا خط پہنچ سکے لکھ کر میرے پاس بھیج دینا۔ میں اہل اجازت کے پتے اپنے پاس منضبط رکھتا ہوں اور موقع پر شائع کر دیتا ہوں۔ (از لکھنؤ امین آباد پارک ، معرفت شیخ محمد حسن صاحب ۹ رجب ۱۳۵۷ھ)

محمد القدوس رومی نائب مفتی

مدرسہ عالیہ مظاہر علوم سہارنپور